REGD No. L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۵/۱۰ | ۲۰ ہجرت ۱۳۳۵ ہش ۲۰ مئی ۱۹۵۶ء | نمبر ۱۱۷

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۱۹ رمئی (بذریعہ ڈاک) مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب بذریعہ خط محررہ ۱۷ مئی مری سے مطلع فرماتے ہیں۔ کہ آج سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا:

"صحت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے"۔ الحمد للہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

امریکہ نے بھی اپنی فوج میں پانچ فیصدی تخفیف کرنے کا فیصلہ کر لیا

ایک خاص کمیٹی تخفیف اسلحہ کے متعلق امریکہ کی آئندہ پالیسی وضع کریگی

واشنگٹن ۱۹ رمئی امریکہ نے بھی اپنی فوج میں ۵ فیصدی تخفیف کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کل شام صدر آئزن ہاور کے فوجی مشیر نے اس فیصلہ کا اعلان کرتے ہوئے بتایا کہ یہ تخفیف اگلے مالی سال میں عمل میں لائی جائیگی۔ اس کے نتیجہ میں امریکی فوج کی کل تعداد دس لاکھ ۳۴ ہزار رہ جائے گی۔

واضح رہے کہ ۵ دن قبل روس نے بھی اپنی فوج میں سے بارہ لاکھ سپاہی کم کر دینے کا اعلان کیا تھا۔ صدر آئزن ہاور کے فوجی مشیر نے بتایا۔ کہ تخفیف اسلحہ کے متعلق امریکی پالیسی کا جائزہ لینے کے لئے جو خاص کمیٹی مقرر کی گئی ہے۔ اس کا اجلاس اس ماہ کی ۲۹ تاریخ کو ہوگا۔ اس اجلاس میں روس کے تخفیف اسلحہ کے فیصلہ کے نتائج پر بھی غور کیا جائے گا۔

آئندہ جولائی میں پاکستانی سفیروں کی کانفرنس منعقد ہوگی

کراچی ۱۹ رمئی۔ پاکستان کے وزیر خارجہ حمید الحق چودھری نے بتایا ہے کہ آئندہ ماہ جولائی میں دولت مشترکہ کے وزرائے اعظم کی کانفرنس کے بعد پاکستانی سفیروں کی ایک کانفرنس ان کی صدارت میں منعقد ہوگی۔ یہ کانفرنس غالباً جنیوا یا پیرس میں ہوگی۔

واضح رہے کہ دولت مشترکہ کی کانفرنس ۲۷ جون سے شروع ہو کر ۸ جولائی تک جاری رہے گی۔ جس کے بعد وزیر خارجہ یورپی ممالک کا مختصر دورہ کرینگے

مسلمانان عالم کو متحد ہو کر الجزائر کے مسلمانوں کی مدد کرنی چاہیئے

(مفتی اعظم فلسطین)

قاہرہ ۱۹ رمئی۔ مفتی اعظم فلسطین نے مسلمانان عالم سے اپیل کی ہے کہ وہ الجزائر کے مسلمانوں کو فرانس کے ظلم و تشدد سے بچانے کے لئے متحد ہو کر کارروائی کریں۔ مفتی اعظم نے مؤتمر عالم اسلامی کے جنرل سیکرٹری کے نام ایک خط میں لکھا ہے۔ کہ دنیا کے کسی حصہ میں بھی اگر مسلمانوں پر ظلم کیا جائے گا۔ تو اسے پورے عالم اسلام کے خلاف کارروائی سمجھا جائیگا۔ اس لحاظ سے الجزائر کے مسلمانوں پر فرانس جو وحشیانہ مظالم کر رہا ہے۔ اس کے خلاف تمام اسلامی ممالک کو متحد ہو کر کارروائی کرنی چاہیئے۔

اردو ہندوستان کا ایک قیمتی سرمایہ ہے۔

حیدرآباد دکن ۱۹ رمئی۔ پنڈت نہرو وزیر اعظم بھارت نے یہاں پر منعقد ہونے والی کانفرنس کے نام پیغام دیتے ہوئے کہا ہے کہ اردو ہندوستان کا ایک قیمتی سرمایہ ہے۔ اس کی ترقی کے لئے جو قدم بھی اٹھایا جائیگا۔ وہ ملک کی خدمت کے مترادف ہوگا۔

آدم جی جیوٹ مل میں ہڑتال

کارخانہ بند کر دیا گیا

ڈھاکہ ۱۹ رمئی۔ ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ کل تیسرے پہر مشرقی بنگال کے مشہور کارخانہ آدم جی جیوٹ مل کے مزدوروں نے کام بند کر دیا۔ انہوں نے فوری طور پر مہنگائی الاؤنس میں اضافہ کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ مزدوروں نے کارخانہ کے جنرل مینیجر کو گھیر لیا۔ اور تشدد پر اتر آئے۔ مگر پولیس نے بروقت پہنچکر حالات پر قابو پا لیا۔ کارخانہ گذشتہ رات سے بند کر دیا گیا ہے۔ اور اسکے ملحقہ علاقوں میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔

ممتاز حسن قزلباش مغربی پاکستان اسمبلی کے عارضی صدر ہوں گے

اکیس مئی کو بجٹ پیش کر دیا جائیگا

لاہور ۱۹ رمئی۔ صوبائی گورنر نے مسٹر ممتاز حسن قزلباش کو مغربی پاکستان اسمبلی کا عارضی صدر نامزد کیا ہے۔ آپ سپیکر کے انتخاب تک ایوان کے صدر کی حیثیت سے فرائض انجام دیں گے۔ اجلاس کے ابتدائی دو دن تک ارکان اسمبلی حلف اٹھائیں گے۔ اسی اثنا میں سپیکر کا انتخاب بھی عمل میں آئے گا۔ اس کے بعد ۲۱ تاریخ کو بجٹ پیش ہوگا۔ بجٹ پر عام بحث ۲۲ مئی سے شروع ہو کر ۲۵ کو ختم ہو جائیگی۔ مہینے کے باقی چھ دنوں میں مطالبات زر پر رائے شماری ہوگی۔

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۹ رمئی۔ امیر مقامی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کو کل اعصابی تکلیف کے علاوہ بدن میں درد اور کچھ حرارت بھی رہی۔ آج حرارت تو نہیں مگر اعصابی تکلیف بدستور ہے۔ احباب حضرت میاں صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی طبیعت آج نسبتاً اچھی ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

کل نماز جمعہ مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں آپ نے دعا کی ضرورت اور اہمیت واضح فرمائی۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی صحت کے لئے خصوصیت سے دعائیں کرنے کی تحریک فرمائی۔

وزیر اعظم فرانس کی روسی لیڈروں سے بات چیت

ماسکو ۱۹ رمئی۔ فرانس کے وزیر اعظم کی روسی لیڈروں سے جو بات چیت ہو رہی تھی کل وہ ختم ہو گئی۔ امید ہے کہ آج اس سلسلہ میں ایک مشترکہ بیان جاری کیا جائے گا۔ مبصرین کا کہنا ہے کہ اس بات چیت سے فریقین کے سیاسی تعلقات میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ گفتگو اقتصادی اور ثقافتی معاملات تک محدود رہی۔

مکرم مولوی احمد خان صاحب نسیم مع اہلیہ بخیریت لنڈن پہنچ گئے

مکرم مولوی احمد خان صاحب بی۔ اے امام مسجد فضل لنڈن بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ان کی اہلیہ محترمہ اور بچے بخیریت ۱۷ رمئی کو لنڈن پہنچ گئے ہیں الحمد للہ۔ ہوائی اڈے پر استقبال کے لئے صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب۔ مکرم سید داؤد احمد صاحب اور سید محمود احمد صاحب ناصر بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۵۶ء

اشتراکیت کی بنیادی کمزوری

ماسکو کی خبر ہے۔ کہ روسی حکومت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اپنی فوج میں سے یکم مئی ۱۹۵۷ء تک بارہ لاکھ آدمیوں کی تخفیف کر دے۔ اور انہیں زراعت اور صنعت میں کھپانے کا انتظام کیا جائے۔ خبر میں بتایا گیا ہے۔ کہ یہ تخفیف اس چھ لاکھ فوج کے علاوہ ہوگی۔ جو روس نے ۱۹۵۵ء میں کی ہے۔ خبر میں بعض اور بھی تفصیلات دی گئی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ روس اپنی فوجی نفری اور فوجی طاقت پہلے سے کم کرنا چاہتا ہے۔ اور روسی حکومت نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ اگر امریکہ۔ برطانیہ اور فرانس بھی خود بخود اپنی قوت اور اسلحہ کی نسبتی تخفیف کرنے کا اعلان کریں۔ تو روس اپنی فوجی طاقت اور اسلحہ کی تخفیف کے متعلق نظر ثانی کرنے کے لئے بھی تیار ہے۔

اگرچہ روسی حکومت نے تسلیم نہیں کیا۔ اور نہ اس نے اپنی فوجی قوت کے اعداد و شمار ظاہر کئے ہیں۔ پھر بھی امریکی اور برطانوی اندازہ کے مطابق روس کی فوجی طاقت چھتیس لاکھ سمجھی جاتی ہے۔

خواہ روس کے مخالف اس تخفیف کے متعلق کچھ بھی قیاس آرائی کریں۔ یہ بات واضح ہے۔ کہ روس برطانیہ کی رہنمائی میں بیرونی دنیا کے ساتھ اپنے تعلقات ضرور بڑھانا چاہتا ہے۔ اور وہ الگ رہنے کی پالیسی کو ترک کر دینا چاہتا ہے۔ اس کی ایک وجہ تو ظاہر ہے کہ روس کی علیحدگی کی پالیسی اس کے حق میں مفید ثابت نہیں ہو سکی۔ شروع میں شاید اس کا خیال تھا کہ وہ تمام دنیا کے مزدوروں میں بے اطمینانی کے جذبات ابھار کر جمہوری ممالک میں انقلاب پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائیگا۔ لیکن اشتراکیت میں جس کو اختیار کر کے وہ ایسا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ بعض ایسی کمزوریاں موجود ہیں۔ جن کو دنیا کے مزدور بھی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ روس نے تقریباً تمام دنیا کے ممالک میں اشتراکی پراپیگنڈا کا ایک جال پھیلا رکھا ہے۔ اور ہر ملک میں اشتراکیت کے حامی پیدا کرنے میں اس کو ایک حد تک کامیابی بھی ہوئی ہے۔

لیکن دنیا کے اکثر ممالک دو عالمگیر جنگوں کی تلخیاں محسوس کرنے کے بعد اندرونی فسادات اور جنگ کاروائیوں سے کچھ ایسے بددل اور نفور ہو چکے ہیں۔ کہ اشتراکیت کا انقلابی پراپیگنڈا جو روس کا سب سے کاری ہتھیار ہے۔ کامیاب نہیں ہو سکا۔

جہاں تک مزدوروں اور آقاؤں کی کشمکش کا تعلق ہے۔ چونکہ ہر ملک میں مزدوروں کی تعداد بے انتہا اکثریت رکھتی ہے۔ یہ قیاس کرنا بعید از عقل نہیں تھا۔ کہ جلد ہی اشتراکیت ہر ملک میں انقلاب رونما کر دیگی۔ غرباء کو امراء کے خلاف برانگیختہ کرنا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود اشتراکیت اپنی اندرونی کمزوریوں کی وجہ سے ناکام ثابت ہوئی ہے۔

اشتراکیت کی سب سے پہلی غلطی یہ ہے۔ کہ اس نے فلسفہ کے مادیاتی نقطۂ نظر کو اختیار کر لیا۔ اور انسانی زندگی کے اخلاقی اور روحانی پہلوؤں کو بالکل نظر انداز ہی صرف نہیں کیا۔ بلکہ مذہب کے خلاف مخالفانہ محاذ قائم کر لیا۔ اس طرح اس نے انسانی فطرت کی جڑوں پر کلہاڑی رکھنے کی کوشش کی۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ آج کی دنیا میں مذہب کو بھی زیادہ بااثر نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن اس سے بھی انکار کرنا پرلے درجہ کی بے عقلی ہے۔ کہ انسانی فطرت سے مذہب کی بنیاد اکھاڑنا ناممکن ہے۔ اور اگر اس کو کسی طرح اکھاڑ بھی دیا جائے۔ تو انسان انسان ہی نہیں رہ سکتا۔ بلکہ حیوانات کے درجہ سے بھی کہیں نیچے جا گرتا ہے۔

مادی ضروریات کے حصول میں مساوات کا جذبہ بے شک ایک قابل قدر جذبہ ہے۔ مارکس کے دل میں یہ جذبہ معاشرہ میں غیر مساوی تقسیم دولت کی وجہ سے ابھرا تھا۔ مزدوروں کی تلخ زندگی اور آقاؤں کی بے پناہ عیاشیاں اسکی محرک ہوئی تھیں۔ یہ واقعی ایک نہایت ہی انسانی جذبہ ہے۔ مگر مارکس نے اس جذبہ کو بے کار فلسفیانہ نظریات کی بھینٹ چڑھا دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس نے فلسفہ کے بعض نظریاتی نتائج کو اشتراکیت کی کامیابی کی جدوجہد میں لائحہ عمل تجویز کر لیا۔

ہیگل کا جدلی فلسفہ محض ایک نظریہ ہی تو ہے۔ اور زندگی کے نظریات کی جنگ میں یہ نظریہ بھی محض ایک فریق کی حیثیت رکھتا ہے۔ مگر مارکس نے اسی کو ایک ثابت شدہ حقیقت مان کر اشتراکیت کو اس کا رہین بنا دیا۔ اور مسلمہ اور فطری اخلاقی اصولوں سے خواہ مخواہ ٹکر لے لی۔

خالص مادیاتی نقطۂ نظر کی وجہ سے مارکس اس غلطی میں بھی مبتلا ہو گیا۔ کہ دنیا میں صرف مادی قوت سے انقلاب پیدا کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے اسے یہ اصول گھڑنا پڑا۔ کہ مزدوروں کو چاہیئے کہ طاقت پیدا کر کے بزور اقتدار اپنے آقاؤں کے ہاتھ سے چھین لیں۔

یہ تو ممکن ہے۔ کہ ایک ملک کے غرباء بغاوت کر کے امراء کو شکست دے دیں۔ اور عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ مگر یہ قیاس غلط ہے۔ کہ اس طریقہ سے واقعی کوئی صحیح اور مفید انقلاب پیدا کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر پیدا کیا جا سکتا ہے تو اس کو کوئی پائیداری حاصل ہو سکتی ہے۔ ایسا فعل دراصل انسانی فطرت کی ابلیسانہ مخالفت کے مترادف ہے۔ انسانی فطرت موت سے اتنی خائف اور نفور نہیں ہے۔ جتنی وہ جبر و اکراہ سے خائف اور نفور ہے۔ چھوٹے سے چھوٹا انسان بھی مقدس سے مقدس عقیدہ کو جبر سے ماننے کے لئے تیار نہیں۔ جبر و اکراہ سے فطرت کو جو بے پناہ نفرت ہے۔ اس کی مثال نہیں۔ جبر و اکراہ کسی رنگ میں ہو۔ خواہ تلوار سے ہو۔ یا قانون سے جبر و اکراہ ہے۔ اور انسانی فطرت اس کا انکار کرتی ہے۔ اس کی نفی کرتی ہے۔ بہترین سے بہترین اصول زندگی اس وقت ناکام ہو جاتا ہے۔ جب اس کو بزور ٹھونسنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ہم کو افسوس کے ساتھ تسلیم کرنا پڑتا ہے، کہ مارکس کو یہ غلطی اس فطری ردعمل کی وجہ سے لگی۔ جو اس کی ذہنیت میں بعض مذہبی لوگوں کے جبری کردار کی وجہ سے ابھر آیا تھا۔ اور جس کی مثالیں یورپ اور ایشیا کی مذہبی تاریخ میں بکثرت موجود ہیں۔ حالانکہ اگر وہ ان تاریخی حادثات پر غور کرتا جو بعض مذہبی لوگوں کے استبداد سے رونما ہوئے تھے تو وہ آخر میں ضرور اس نتیجہ پر پہنچتا۔ کہ جب بھی مذہب کو بزور شمشیر ٹھونسنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہمیشہ اسے ناکامی ہوئی ہے۔ اور ان لوگوں کی وجہ سے خود مذہب اپنا تمام تقدس کھو بیٹھا ہے۔

یہی تجربہ اشتراکیت کے ضمن میں اب روس کو ہوا ہے۔ روس میں بے شک زار کا تخت طاقت اور زور سے الٹ دیا گیا ہے۔ مگر اشتراکیت انسانی فطرت کا تخت نہیں الٹ سکی۔ روس کی موجودہ نئی صلح کل پالیسی دراصل مارکس کے نظریہ جبر یہ کی عملی تردید ہے۔

ربوہ میں تعمیر مکانات و دکانات

(بسلسلہ اشاعت مورخہ ۲۸/۴/۵۶)

جن احباب نے ربوہ میں زمین خرید کی ہوئی ہے۔ مگر وہ کسی وجہ سے ابھی تک اس پر مکان یا دکان وغیرہ تعمیر نہیں کر سکے۔ (خاص طور پر وہ احباب جنہیں دفتر آبادی کی طرف سے تعمیر کے لئے نوٹس بھی دیئے جا چکے ہیں) ان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے قطعات پر تین ماہ تک تعمیر کا کام شروع کر دیں۔ ورنہ ان کے قطعات کی الاٹمنٹ کی منسوخی کے لئے سفارش کی جائے گی

(ناظر امور عامہ)

درخواست دعاء

خاکسار کے لڑکے محمد شریف نے امسال میٹرک کا امتحان دیا ہے۔ احباب کرام و بزرگانِ سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ اسکی نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

سلطان علی نمبردار گجو چک ضلع گوجرانوالہ

واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح ناصری کی زندگی کے نامعلوم حالات

جارج مور کے ایک ناول پر طائرانہ نظر

از محترم شیخ عبد القادر صاحب لائل پوری

۴۸۰

جارج مور لنڈن کا ایک مقبول
مصنف اور ناولسٹ ہے۔ اس نے
"The Brook Kerith"
کے نام سے ایک خوبصورت ناول لکھا
ہے جس میں واقعہ صلیب کے بعد
حضرت مسیح ناصری کی زندگی کے نامعلوم
حالات کو نہایت خوبی سے پیش کیا گیا
ہے۔

یہ ناول سب سے پہلے اگست ۱۹۱۶ء
میں شائع ہوا۔ اس کی مقبولیت کے پیش
نظر ۱۹۲۷ء میں اس کا ساتواں ایڈیشن
ترمیم و اضافہ کے بعد اشاعت پذیر
ہوا۔ ۱۹۵۲ء میں مصنف کی وفات
کے ۲۰ سال بعد Penguin
Bootts Co LTD
نے جس کا اشاعتی کام ساری دنیا میں
پھیلا ہوا ہے اس عظیم ناول کو شائع
کرکے اسے اس شہرت سے ہمکنار کیا
جس کا یہ بجا طور پر حقدار تھا۔

اس ناول کا پہلا ورق ظاہر کرتا ہے
کہ یہ ایک "سیرین کہانی" پر مبنی ہے۔
اس کہانی کا لب لباب یہ ہے۔
کہ حضرت مسیح ناصری صلیب پر فوت
نہیں ہوئے۔ بلکہ آپ کے ایک عقیدتمند
یوسف آرمتیا نامی کی کوششوں سے
آپ کو گہری بے ہوشی کی حالت میں
صلیب سے اتار لیا گیا۔ یوسف آرمتیا
نہ صرف کونسل کا ممبر تھا بلکہ رومن
حلقوں میں بھی ایک بارسوخ شخصیت
تھی۔ چونکہ حضرت مسیح کی حالت
موت کے بالکل مشابہ تھی۔ نگران رومی
افسر کو بھی یقین تھا کہ آپ فوت
ہو چکے۔ چنانچہ یوسف آرمتیا کی
کوششوں سے دستور کے مطابق
آپ کی ہڈیاں نہیں توڑی گئیں۔ یوسف
آرمتیا نے رومی افسر کو کچھ دے
دلا کر اس بات پر آمادہ کر لیا۔ کہ
وہ گورنر پیلاطوس کو یقین دلا دے
کہ ملزم مرچکا ہے۔ اور صلیب کی
غرض پوری ہوگئی۔ لہذا ہڈیاں نہ
توڑی جائیں۔ یوسف آرمتیا نے گورنر
پیلاطوس سے اجازت لے کر آپ کے
جسم کو اپنی ذاتی قبر میں جو کہ ایک
کٹ دہ غار میں پہلے سے تیار شدہ تھی دفن
کرنے کی اجازت حاصل کر لی۔ بعد ازاں
اس غار میں سے یوسف آرمتیا حضرت
مسیح ناصری کو اپنی الگ تھلگ اسٹیٹ میں
لے گیا۔ جہاں علاج معالجہ کے بعد آپ
بالکل درست ہو گئے۔

حادثہ صلیب سے بہت پہلے
ایک وقت ایسا بھی تھا کہ حضرت مسیح
ناصری ایک مذہبی سوسائٹی میں شامل تھے
جو کہ "ایسینین" جماعت کے نام سے مشہور
تھی۔ اس جماعت کے اصول نہایت پاکیزہ
اور اس کے کام نہایت عمدہ تھے۔ مظلوموں
کی مدد اور بیمار طبی امداد اور خدمت خلق
اس جماعت کا طرۂ امتیاز تھا۔ لیکن یہ
سب کام نہایت رازدارانہ اور خفیہ طریق
پر سرانجام پاتے۔ اس جماعت کے مراکز
بھی خفیہ مقامات میں واقع ہوتے تھے
حادثہ صلیب کے بعد چونکہ حضرت
مسیح ناصری اور ان کے دوستوں کے
لئے گرفتاری کا خدشہ ہر آن موجود تھا۔
اس لئے حضرت مسیح ناصری یوسف آرمتیا
کے ہاں سے اس سوسائٹی کی پناہ میں
آ گئے۔ کیونکہ مقام پر اس سوسائٹی کا مرکز
تھا حضرت مسیح ناصری ایک گڈریے کے
طور پر یہاں مقیم رہے۔ دن بھر گلہ بانی
میں مصروف رہتے۔ اور شام کو اس جماعت
کی پاکیزہ مجالس میں شریک ہوتے۔ کچھ
عرصہ گزرنے کے بعد پولوس رسول بھی
گرفتاری کے خوف سے اس جماعت کے
پاس پناہ گزیں ہوا۔ یہاں پہنچکر یہ کہانی
نہایت درجہ حیرت انگیز ہو جاتی ہے۔
پولوس رسول حضرت مسیح ناصری کو پہچان
نہ سکا۔ کیونکہ اس نے آپ کو دیکھا ہوا
نہیں تھا۔ پولوس رسول آپ کو یہ بتاتا
ہے۔ کہ میرے آقا کا نام یسوع ناصری ہے
جو کہ مرکر زندہ ہو گیا۔ اور ہمارے گناہوں
کا کفارہ ہوا۔ حضرت مسیح ناصری اسے
یقین دلاتے ہیں۔ کہ جس شخص سے تیرا
ایمان وابستہ ہے وہ تیرے سامنے کھڑا
ہے۔ کہانی کا خاتمہ یوں ہوتا ہے کہ ایک
لمبا عرصہ یہاں رہنے کے بعد حضرت مسیح ناصری
اپنے احباب اور پولوس رسول سے جدا ہو کر کسی نامعلوم
مقام کی طرف سفر پر روانہ ہو جاتے ہیں۔
پولوس رسول نے پوچھا کہ آپ کو
کس طرف جانا ہے؟ لیکن مسیح نے اسے
کوئی جواب نہ دیا۔ اور روانہ ہو گئے۔
پولوس رسول واپس لوٹتا ہے۔ اسے
ہندوستان سے آئے ہوئے سادھوؤں
کا ایک قافلہ نظر آیا۔ جو عجیب وغریب
لباس پہنے ہوئے تھے۔ یہ قافلہ اس
پہاڑی کی طرف جا رہا تھا جس پر پولوس
رسول حضرت مسیح سے جدا ہوا۔ پولوس
رسول بڑے یقین کے ساتھ یہ کہتا نظر
آتا ہے کہ حضرت مسیح ناصری واپس
Brook Kerith
نہیں جائیں گے۔ اور نیز یہ کہ یہ ہندوستانی
قافلہ ان کو پہاڑ کی وادی میں ملے گا
ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کو ہندوستان
جانے کے لئے آمادہ کریں۔ جہاں آپ
اپنی تعلیمات کو پھیلا سکیں گے۔

یہ ہے وہ مختصر کہانی جو اس
ناول میں پھیلا کر پیش کی گئی ہے اس
میں کوئی شک نہیں کہ ناولوں میں بہت
سی باتیں زیب داستان کے لئے ہوتی
ہیں۔ اس ناول میں بھی بعض باتیں تاریخ
سے ہٹ کر پیش کی گئیں ہیں۔ ان باتوں
سے قطع نظر مجموعی طور پر یہ ناول بڑے
خوبصورت رنگ میں لکھا گیا ہے جیسا
کہ ناول کے پہلے صفحہ سے ظاہر ہے
یہ ناول ارض شام کی ایک کہانی
کی بنیاد پر لکھا گیا ہے جس سے
صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ملک شام
میں زمانہ قدیم سے یہ روایت پائی

حضرت مولوی غلام نبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یاد میں

جن کی زندگی ہمارے لئے نمونہ بنی

بُجھ گئی شمع محبت ہو گئی محفل خموش
وقت کے زنداں میں آخر سو گیا دل کا خروش

تیرگی کی زد میں آخر آ گیا میرا جہاں
ہر کرن ظلمت بداماں ہر کرن ظلمت بدوش

اٹھتے جاتے ہیں جہاں سے کسقدر رعنائی گہر
آہ! اس دو روزہ محفل میں ہے کسکو کس کا ہوش

مرثیہ لکھتا ہوں میں اس باخدا انسان کا
جو شناسائے رموزِ کوچۂ عرفان تھا

اے مرے محسن مرے مشفق مرے غم کے رفیق
چھان ڈالی تو نے بحرِ علم خاکِ رہِ نیل

تیرے ہر اک سانس میں دردِ محبت کی تڑپ
تیرے سب انفاس میں ذکرِ الٰہی کی اپیل

تیری روح و جان تھی تحمید و تسبیح و درود
دمبدم ذکرِ خدا تیری محبت کی دلیل

پھر ہوئے پیدا یہاں پروانۂ شمع رسول
جب دوبارہ ہو گئی جاری محمدؐ کی سبیل

تجھ کو بخشا تھا خدائے پاک نے الفت کا جام
تجھ کو بخشا تھا خدا نے صبرِ ایوبؑ و خلیل

ہوں خدائے پاک کی تجھ پر ہزاروں رحمتیں
اے مسیحِ پاک کے خادم صحابہؓ کے مثیل

ہر قدم پر مشکلوں کی پیشوا ہے زندگی
آہ کتنی بے ثبات و بے وفا ہے زندگی

خدمتِ انسانیت میں کٹ گیا وقتِ حیات
توڑ ڈالے تو نے نسل و قومیت کے مسکرات

اہلِ الفت کیلئے ہیں بحرِ روحانی غذا
تیرے زہد و اتقا کے روح پرور واقعات

بس جہاں کے ذرّے ذرّے میں خدا آیا نظر
اہلِ ظاہر ہیں ابھی پروانۂ لات و منات

السلام اے محرمِ انوارِ ایماں السلام
السلام اے مظہرِ انوارِ یزداں السلام

مبشر مروا ربی

جاتی تھی۔ کہ حضرت مسیح ناصری صلیب سے بچائے گئے۔ اور دور دراز کے سفر پر روانہ ہوگئے۔ اس مرکزی خیال کو پھیلا کر یہ ناول ترتیب دیا گیا ہے۔

یہاں یہ ذکر بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ کہ انیسویں صدی کے آخری ربع میں سکندریہ کے آثار قدیمہ سے ایک دستاویز برآمد ہوئی۔ جو کہ ۱۹۰۷ء میں انڈو امریکن بک کمپنی شکاگو کی طرف سے

The crucifixion by an Eye witness

یعنی "واقعات صلیب کے چشم دید حالات" کے نام سے شائع ہوئی۔ یہ دستاویز "ایسی سین" جماعت کے ایک ممبر کے خط پر مشتمل ہے۔ جو کہ اس نے یروشلم سے سکندریہ میں اپنے ایک ایسینی دوست کو لکھا۔ اس میں بڑی تفصیل سے یہ ذکر ہے۔ کہ یوسف ارمتیا اور ایسی سینی احباب کی کوششوں سے حضرت مسیح ناصری حادثہ صلیب سے بچائے گئے۔ وہ اس جماعت کی پناہ میں آگئے۔ حالات کے بگڑنے پر ارض کنعان سے وہ ہجرت اختیار کر گئے۔ اس دستاویز میں یہ بھی ذکر ہے۔ کہ نبوت سے پہلے آپ اسی جماعت کے ایک ممبر تھے۔ اور یہ کہ اس جماعت نے آپ کی اور حضرت یحییٰ کی تعلیم و تربیت میں نمایاں حصہ لیا۔

بالکل اسی قسم کی یہ سیریں کہانی ہے۔ جو کہ جارج مور کے زیر نظر ناول کی اساس ہے۔

مقام غور ہے۔ کہ انیسویں صدی کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو تحقیق دنیا کے سامنے رکھی۔ احرار لیڈر کا مزاج اپنے عقائد کو خاطر میں نہ لاتا ہوا اسی تاریخی حقیقت کی طرف عود کر رہا ہے۔ جو کہ آپ نے پیش کی۔

ایک رفیق محترم کی رحلت

(از مکرم محترم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل لاہور)

محترم مولوی غلام نبی صاحب مصری رضی اللہ عنہ کی دو تین باتیں خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

اول یہ کہ ایک بزرگ نے جن کا نام منشی حبیب احمد صاحب تھا۔ خط لکھا کہ میں بوجوہات قادیان دارالامان کا مہاجر بننے سے معذور ہو رہا ہوں۔ چاہتا ہوں کہ کم از کم اپنی لڑکیاں وہیں کی ہو جائیں۔ آپ اس بارے میں میری امداد فرمائیں۔ میں نے ان کا خط حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ تو آپ نے فرمایا مبارک تمنا ہے۔ ہم ان کی لڑکی کا نکاح اپنے فرزند سے کریں گے۔ جو ہمیں بہت عزیز ہے۔ میرے بشرہ پر سوال کے آثار دیکھ کر فرمانے لگے۔ اس کا نام غلام نبی ہے۔ دوسرے کا غلام محمد۔ اس کے بعد میں مولوی غلام نبی صاحب رضی اللہ عنہ سے ملا۔ اور ان کو حالات سے اطلاع دی۔ اور پھر سہارنپور حبیب احمد صاحب کو لکھا۔ وہ خدا تعالیٰ کا شکر بجا لائے۔ اور قادیان آئے۔ مخلص۔ متقی۔ کھدر پوش۔ سادہ مزاج۔ بتلایا مخالفت میری سخت ہو رہی ہے۔ زمین کا تنازع ہے۔ میں نے حق مہر پوچھا۔ کہنے لگے وہ میری لڑکی کو (سکینہ نام تھا) کچھ قرآن مجید چند احادیث سکھا دیں۔ یہی بیش بہا مہر ہے۔ پھر اپنی ایک آرزو بتائی۔ کہ میں درثمین کے چند اشعار پڑھنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ بعد اعلان نکاح انہوں نے نہایت سوز و گداز سے بھری ہوئی پرجوش آواز سے وہ اشعار پڑھے۔ اس وقت ان پر ایک کیفیت طاری تھی۔

فسبحان الذی اخزی الاعادی

چند سال بعد ان کی چھوٹی بہن (میمونہ) کا عقد بھی میری معرفت حسب منشاء حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ عنہ مولوی غلام محمد صاحب امرتسری مرحوم سے ہو گیا۔ جو نہایت صالح غریب مزاج تھے۔ حضرت مولانا کے زیر ہدایت ادویہ مریضوں کو دیتے تھے۔ ان کی صحت بھی اچھی نہ تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اولاد نرینہ سے متمتع فرمایا۔ اور خود استانی میمونہ بھی خواتین میں خاص درجہ رکھتی ہیں۔ اور خدمت دین بجا لانے کا شرف رکھتی ہیں۔

مولوی صاحب نے مجھے بتایا۔ کہ مجھے ٹپ دق اور سل کی شکایت بھی تھی۔ اس لئے وہ بڑی باقاعدگی سے حضرت حکیم الامۃ کی بتائی ہوئی دوائی استعمال کرتے۔ اور گرمی کے ایام میں جموں پونچھ کی طرف سرد مقام پر چلے جاتے تھے۔ یہ حضرت مولانا کی دعاؤں کا اثر اور دواؤں کا نتیجہ ہے۔ کہ آپ نے اس مہلک مرض میں مبتلا رہ کر بھی ۸۲ برس عمر پائی۔ اعلی اللہ مقامہ فی الجنۃ۔ مولوی صاحب بالکل صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی زندگی بسر کرتے تھے۔ جب انہوں نے باہر زمین لے کر مکان بنوایا۔ تو میں دیکھنے گیا۔ اس وقت چھت پر سرکنڈہ اور درخت کی شاخیں تھیں۔ میں نے کہا۔ مولوی صاحب بارش کا موسم آرہا ہے۔ اور یہ چھت۔ بات کاٹ کر فرمانے لگے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کی چھت یاد ہے۔ اگر بارش سے مٹی گل کر فرش پر پڑی۔ تو الحمد للہ کچھ ظاہری مماثلت کا شرف تو حاصل ہو جائیگا۔ ایک چارپائی تھی۔ جس پر مصلیٰ بچھا تھا۔ سرہانہ چمڑے کا تھا۔ جس میں شاید کھجور یا مکی کے بھٹوں کے پتے بھرے تھے۔ ایک مشکیزہ دیوار سے لٹک رہا تھا۔ فرمانے لگے۔ اس میں پانی ہے پیو گے؟ گلاس کوئی نہیں۔ میں نے کہا زہے قسمت۔ پاؤں میں سردی کے موسم میں چمڑے کے موزے استعمال کرتے تھے۔ کرتہ لمبا اور پاجامہ ٹخنوں سے اونچا۔ ایک روز درس میں دیر ہو گئی۔ تو کہا گیا وضو کر لیں۔ تاکہ نماز پڑھ کر منتشر ہوں۔ مولوی صاحب اٹھ کر غالباً وضو کرنے جا رہے تھے۔ مجھے سفر نصیبین کے متعلق ان سے پوچھنا تھا۔ کیا آپ کا نام بھی تھا۔ تو باوجودیکہ میرا بڑا لحاظ کرتے۔ رستے میں دیکھ لیتے۔ تو کھڑے ہو جاتے۔ مگر اس وقت کہنے لگے۔ ٹھہرو جی نماز کا وقت ہے۔ اسے ضائع کرنے کی صورت پیدا نہ کرو۔ میں نے کہا۔ آپ وضو خانہ چلتے جائیں۔ اور بتاتے جائیں۔ کہنے لگے توجہ الی اللہ میں خلل پڑتا ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خدا تعالیٰ کو بہر حال مقدم رکھو اور اسکی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ

"پیروی کرنے کے لئے یہ باتیں ہیں۔ کہ وہ یقین کریں۔ کہ ان کا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا نہ کوئی اس کا بیٹا وہ دکھ اٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے۔ وہ ایسا ہے۔ کہ باوجود دور ہونے کے نزدیک ہے۔ اور باوجود نزدیک ہونے کے دور ہے۔ اور باوجود ایک ہونے کے اس کی تجلیات الگ الگ ہیں۔ انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور میں آوے۔ تو اس کے لئے وہ ایک نیا خدا بن جاتا ہے۔ اور ایک نئی تجلی کے ساتھ اس سے معاملہ کرتا ہے۔ اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے۔ مگر یہ نہیں کہ خدا میں تغیر آجاتا ہے۔ بلکہ ازل سے غیر متغیر اور کمال تام رکھتا ہے۔ لیکن انسانی تغیرات کے وقت جب نیکی کی طرف انسان کے تغیر ہوتے ہیں۔ تو خدا بھی ایک نئی تجلی سے اس پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کے وقت جو انسان سے ظہور میں آتی ہے۔ خدا تعالےٰ کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔ وہ خارق عادت قدرت اسی جگہ دکھلاتا ہے۔ جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے۔ یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے۔ اس پر ایمان لاؤ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اس کے کل تعلقات پر اس کو مقدم رکھو اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اسکی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ۔ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اسے مقدم نہیں رکھتی۔ مگر تم اس کو مقدم رکھو۔ تا تم آسمان پر اسکی جماعت لکھے جاؤ۔" (کشتی نوح صفحہ ۲۱ تا ۲۳)

(مرسلہ ظہور حسین نائب قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

درخواست دعاء

مکرم چودھری عبدالغنی صاحب ہیڈ کلرک محکمہ بندوبست جھنگ مگھیانہ کی اہلیہ محترمہ کچھ دنوں سے دل کے دورے کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ جس کی وجہ سے انہیں بے چینی اور گھبراہٹ سی رہتی ہے۔ چودھری صاحب محترمہ موصوفہ کے لئے دردِ دل سے دعا کرنے کے لئے احباب جماعت سے درخواست کرتے ہیں۔ چودھری صاحب سلسلہ کے مخلص خادم ہیں۔ احباب ان کی اہلیہ محترمہ کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

(غلام محمد اختر ناظر اعلیٰ ثانی)

زکوٰۃ کی ادائیگی

اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفوس کرتی ہے

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ روزنامہ الفضل خود خرید کر پڑھے

میں اور میرا خاندان کس طرح احمدی ہوا

(از مکرم کیپٹن محمد حسین صاحب چیمہ۔ انچارج محکمہ حفاظت)

میری پیدائش مارچ ۱۹۱۶ء میں ایسے خاندان میں ہوئی۔ جو دینی اور دنیوی لحاظ سے اچھا معزز خاندان تھا۔ یعنی دنیوی لحاظ سے میرے والد ماجد اپنے گاؤں میں نمبردار تھے۔ اور دینی لحاظ سے میرے پڑدادا جان کا دوپہر کا کھانا بجائے زمینداروں کی طرح کھیتوں میں جانے کے مسجد میں جایا کرتا تھا۔ اس طرح دادا جان بھی پابند صوم و صلوٰۃ تھے۔ میرے والد چوہدری صاحبداد (مرحوم) اپنی زمین کی خود کاشت کرتے۔ اور ساتھ ایک ملازم کاروبار زمینداری کرنے کے لئے رکھتے۔ ہل چلانے کے دنوں میں آپ سحری کے وقت اٹھ کر ہل جوتتے۔ جب نماز صبح کا وقت ہو جاتا تو ہل چلائی ہوئی زمین کی طرف اپنے بیلوں کو ہل بجتے سمیت چھوڑ دیتے اور نماز ادا کرتے تو کرامی کھیت میں دو پھیرے لاتا۔ کہ آپ نماز سے فارغ ہو کر ہل اس کے ساتھ شامل کر لیتے۔ اور اس طرح فرماتے کہ یہ جو بہانہ بنایا جاتا ہے کہ نماز پڑھنے سے وقت ضائع ہو جاتا ہے غلط ہے۔ کنواں جوتنے کے دنوں میں آپ صبح کی نماز کے بعد گھر میں قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔ اور کافی دن نکلے کنوئیں پر تشریف لے جاتے۔ قرآن مجید مترجم از مولانا رفیع الدین صاحبؒ تلاوت فرماتے۔ ۲۷-۱۹۳۶ء کے قریب کا واقعہ ہے کہ قرآن مجید کی جو آیت حضرت مسیح ناصری کی وفات پر دلالت کرتی۔ آپ مجھے ڈھونڈ بتاتے۔ اور اس بارہ کافی مدت تک میری آپ سے بحث رہی۔ آخر کار ۱۹۳۰ء میں بدل نہ تسلیم کر لیا۔ کہ واقعی حضرت مسیح ناصری فوت شدہ ہیں۔ نماز کی عادت مجھے بچپن سے ہی پڑی تھی۔ آٹھویں جماعت تک تو میں نے فارسی پڑھی۔ مگر پھر عربی کی طرف رغبت ہوئی۔ تو میٹرک کے امتحان میں عربی کے مضمون کا پرچہ دیا۔ میٹرک میں فرسٹ ڈویژن آئی کیونکہ عربی میں نمایاں نمبر حاصل کرتے تھے۔ مارچ ۱۹۳۳ء میں میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد اپریل ۱۹۳۵ء میں فوج میں بطور سپاہی بھرتی ہوا۔ وہاں پر بھی سلسلہ کی کتب اور اخبار الفضل کا مطالعہ کرتا رہا۔ یہ کتب اور الفضل مکرمی طالب حسین صاحب میں میاں سے لیتا۔ جو اس توپخانہ میں کلرک تھے۔ (صحیح راستہ کی جستجو بچپن سے ہی تھی۔

دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے ہدایت ہی طلب کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ۲۰/۱۹ اپریل ۱۹۳۹ء کی رات کو (وزیرستان) میں خواب میں یہ نظارہ دکھایا۔ کہ میں ایک بستی میں ہوں۔ جہاں درخت ہیں۔ روشیں بنی ہوئی ہیں۔ عمدہ عمدہ ہری ہری گھاس پر کئی بزرگ بیٹھے ہیں۔ میں وہاں گیا ہوں۔ اور اس اچھے نظارہ کو دیکھ کر میرے دل میں یہ خیال گذرا کہ یہ جگہ تو جنت معلوم ہوتی ہے۔ اس طرح میں نے وہاں بیٹھے ہوئے بزرگوں سے پوچھا۔ کہ "یہ جگہ جو مثل جنت ہے کونسی ہے؟" اس پر جواب دیا گیا۔ کہ "یہی تو قادیان ہے" اگلی صبح اٹھ کر میں نے بیعت کا خط قادیان لکھ دیا۔ اور ساتھ ہی والد صاحب کو بذریعہ خط عرض کی۔ کہ میں نے احمدیت کو قبول کر لیا ہے۔ جس کے جواب میں والد صاحب مرحوم نے لکھا کہ مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔ اور اس کا ذکر آپ نے کئی احباب سے کیا کہ آپ احمدیت کو سچا مانتے تھے۔ اور سلسلہ سے محبت رکھتے تھے مگر افسوس کہ آپ بیعت نہ کر سکے اور ۸ جنوری ۱۹۴۲ء میں اس دار فانی سے رخصت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

جب میں گھر رخصت پر آتا۔ تو اپنے بہن بھائیوں اور چچا جان کو تبلیغ کرتا۔ مگر کسی کو انشراح صدر نہ ہوا۔ مئی ۱۹۴۲ء میں میری ہمشیرہ بیمار ہو گئی ۶-۷ ماہ تک اس کی زبان بند رہی۔ قوت حافظہ اور قوت گویائی دونوں رخصت ہو گئیں۔ کافی علاج کرایا گیا مگر آرام نہ آیا۔ آخر میں اسے امرتسر لے گیا۔ کیونکہ سنا تھا کہ وہاں عورتوں کے علاج کے لئے خاص ماہر لیڈی ڈاکٹر ہیں۔ امرتسر میں وہاں میں اپنے مکرم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کے ہاں ٹھہرا انہوں نے بھی اس مریضہ کو دکھانے کے بارے بڑی مدد کی۔ ہر قسم کے معائنے کئے گئے۔ سول سرجن نے بھی مکمل معائنہ کیا۔ اس کے بعد لیڈی ڈاکٹروں نے بھی معائنہ کیا۔ سب نے متفقہ طور پر فیصلہ دیا کہ اس قسم کی بیماری ہم نے کبھی نہیں دیکھی۔ گویا وہ بیماری کی تشخیص ہی نہ کر سکے۔ آخر وہاں سے ناامید ہو کر بعد یاس و حسرت اسے میں میو ہسپتال لاہور لے آیا۔ وہاں پر بھی ہر طرح کے معائنے ماہرین فن نے کئے۔ مگر انہیں بھی بیماری کا علم نہ ہو سکا۔ دنیاوی وسائل سے ہم بالکل ناامید ہو گئے۔ گاؤں کے لوگوں نے کہا کہ اسے جن چمٹا ہے۔ جن نکالنے والوں کو بلایا جائے۔ اس کا جواب میں نے دیا۔ کہ خواہ کچھ ہو جائے۔ میں نے جن نکالنے والوں کو نہیں بلانا۔

خدا تعالیٰ کا کرنا کیا ہوا۔ کہ ایک دن مکرمی معظمی حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب حکیم جو حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ اول کے شاگرد تھے۔ ہمارے گاؤں تشریف لے آئے۔ ان سے میری جان پہچان اس سے قبل نہ تھی۔ انہوں نے میری ہمشیرہ کو دیکھا تو اس کے علاج کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ میرے عزیزوں نے کہا کہ آپ کیا علاج کریں گے۔ ہم تو طرح طرح کے علاج کر چکے ہیں۔ مگر مریضہ کو تو سب نے لاعلاج قرار دے دیا ہے۔ اگر آپ کے علاج سے یہ تندرست ہو جائے گی۔ اور قوت گویائی اور قوت حافظہ سو فیصدی واپس آ جائیگی۔ تو ہم سمجھیں گے کہ اس میں خدا تعالیٰ کا خاص ہاتھ ہے۔ اور یہ کہ احمدیت سچی ہے۔ اگر یہ تندرست ہو گئی۔ تو ہم سب احمدی ہو جائینگے اس پر انہوں نے فرمایا کہ تندرستی تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ میں نے تو اپنی کوشش سے علاج کرنا ہے۔ اور ساتھ ہی دعائیں بھی کرتا رہوں گا۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے شفا دیوے۔ حکیم صاحب موصوف نے علاج کرنا شروع کر دیا۔ اور ساتھ ہی دعائیں بھی کرنی شروع کر دیں۔ مجھے فوج سے اس وقت ایک ماہ کی رخصت ملی تھی۔ اور میں بھی گھر میں موجود تھا۔ علاج کرتے کوئی دس بارہ دن گذر گئے۔ اسی دوران میں رتی بھر بھی بیماری میں فرق نہ آیا یہ دیکھ کر سب ناامید ہونے لگے۔ اب حکیم صاحب موصوف نے دعا پر خاص زور دینا شروع کر دیا۔ سحری کے وقت نمازوں میں آپ رو رو کر دعائیں کرتے۔ آپ بالاخانہ میں ہوتے تو نیچے سوئے ہوئے آدمی آپ کے نمازوں میں رونے کی آوازیں سنکر اٹھ جاتے۔

آخر اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو سنا۔ اور علاج کرتے ابھی ۱۸ دن ہوئے تھے کہ دفعتہً ہمشیرہ کی قوت گویائی اور قوت حافظہ واپس آ گئیں اور وہ بولنے لگ گئی۔ پہلے دن تو زبان صاف نہ تھی۔ مگر اگلے دن زبان بالکل صاف ہو گئی۔ اب نہ صرف گھر کے افراد نے بلکہ پورے گاؤں کے لوگوں نے یہ کہا کہ میری ہمشیرہ کو دوبارہ زندگی حاصل ہوئی ہے۔ واقعہ میں یہ ایک مسیحائی معجزہ تھا۔ اور دوسرے تو اپنے غیروں نے بھی بے ساختہ یہ الفاظ کہے کہ "مردہ زندہ ہو گیا"۔

اس معجزہ کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خاندان کے مندرجہ ذیل افراد نے احمدیت اپنی دلوں قبول کی۔

چوہدری فضلداد صاحب (چچا) چوہدری سردار خان صاحب اور محمد صادق صاحب (بھائی) چوہدری لال خان صاحب (چچا زاد بھائی) چوہدری غلام حسین صاحب (بہنوئی)

حضرت منشی میر محمد اکرم صاحب واتوی رضی

از محترم مولوی محمد جی صاحب فاضل ہزاروی

اگر کوئی چیز ہمارے خلف کے بہترین احساسات بیدار کرکے روئے کار لا سکے گی۔ تو سلف صالح کے تذکرے اور یادگاریں ہوں گی۔ جو ان کو مفید وجود بننے کی ترغیب دیں گی۔ اسلئے خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے باغ کے ایک مثمر شجر حضرت میر محمد اکرم صاحب واتوی کے حالات مختصراً بیان کرتا ہے۔ مغفور عمر کی چھتر منزلیں طے کر کے ماہ رمضان یعنی مئی کی ۲۳ و ۲۴ تاریخوں کی درمیانی شب جمعہ کو ملک جاودانی میں پہنچ گئے ہیں۔ مغفور عین عنفوان شباب میں ۱۹۰۰ء سے کچھ قبل حلقہ بگوش احمدیت ہوئے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس حاضر ہونے کا شرف اکثر حاصل کرتے رہے ۱۹۰۷ء کے ماہ جولائی میں کئی روز حضرت اقدس کی مجلس میں گذارے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہدایت کی روشنی میں اسلام کے احکام کی ثابت قدمی سے پیروی کرتے رہے پانچوں اوقات نماز باجماعت پڑھتے تھے اور نصف شب کے بعد نہایت خوش الحانی سے شوق انگیز لہجہ میں قرأت تہجد کی نماز میں پڑھا کرتے تھے۔ سنجیدہ خصلت کے تھے۔ کسی سے لڑائی جھگڑا نہیں کرتے تھے جو بات سمجھانی چاہتے تھے۔ نرمی اور محبت سے سمجھاتے تھے۔ دیانت داری میں آپ مشہور تھے۔ ہزاروں کی نقدی لوگ آپ کی تحویل میں رکھتے تھے۔ آپ کی عمدہ شمائل اور اچھے تعامل کے باعث لوگ آپ پر بھروسہ رکھتے تھے۔ احمدیت کی تعلیم کا نمونہ تھے موضع واتہ میں بارہ زمیندار ایسے تھے۔ جو ہفتوں مہینوں قادیان میں رہکر فیوض حاصل کرتے اور پھر وطن واپس ہو کر تبلیغ میں لگ جاتے تھے۔ انہی کے اثر سے شمال مغربی کشمیر کا علاقہ بگل تناول۔ یا غستان ہزارہ میں احمدیت کا آفتاب چمکا اور مفتی سلسلہ احمدیہ حضرت مولوی محمد سرور شاہ رضی جامع مسجد ایبٹ آباد کی امامت چھوڑ کر احمدی ہو گئے۔ اور شاہزادہ مجاہد عبد الملک صاحب نے اپنا فرزند قادیان بھیجا۔ جو اب باپ کے پہلو میں سویا ہوا ہے ۱۹۰۵ء میں باغ میں سجادہ نشین عبد الرحمن صاحب ساکن موضع چھوہر نے حاضر ہو کر بیعت کی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ان بارہ صحابہ میں سے ایک جرگہ کے ممبر بھی تھے۔ حکام وقت ان کی ہی بات درست مانا کرتے تھے۔ مجرموں کے اقرباء سے اہل جرگہ کو ایک موقع پر

باقی ص۸ پر

تازہ فہرست چندہ امداد درویشاں و فدیہ رمضان وغیرہ

(از مورخہ ۲۰/۴/۵۶ تا ۳۰/۴/۵۶)

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی

ذیل میں ان بھائیوں اور بہنوں کی فہرست درج کی جاتی ہے جن کی طرف سے ۲۰/۴/۵۶ سے لے کر ۳۰/۴/۵۶ تک رقوم امداد درویشاں و رقوم فدیہ رمضان اور رقوم صدقہ وغیرہ دفتر ہذا میں وصول ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے اور حسنات دارین سے نوازے جنہوں نے اس مبارک تحریک میں حصہ لیا ہے۔ بقیہ فہرست عنقریب شائع کی جائے گی۔

خاکسار مرزا بشیر احمد۔ ربوہ ۱۶/۵/۵۶

(۱) بیگم صاحبہ پیر صلاح الدین صاحب ڈی سی ایم مظفر گڑھ (فدیہ رمضان) ۳۰-۰-۰

(۲) برکت بی بی صاحبہ والدہ ڈاکٹر عبد القدوس صاحب معرفت بشارت احمد صاحب بشیر ربوہ (فدیہ رمضان برائے درویشاں) ۳۰-۰-۰

(۳) سیدہ ام ناصر احمد صاحبہ حرم اوّل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ربوہ 〃 ۲۰-۰-۰

(۴) صالحہ خاتون صاحبہ اہلیہ چوہدری رحمت علی صاحب ایم اے راولپنڈی بذریعہ بھائی محمود احمد صاحب سرگودھا (افطاری برائے درویشاں) ۵۰-۰-۰

(۵) علیمہ خاتون۔ وسیمہ خاتون۔ فہیمہ خاتون و نعیم احمد صاحب بچگان چوہدری رحمت علی صاحب راولپنڈی۔ بذریعہ بھائی محمود احمد صاحب سرگودھا (امداد درویشاں) ۵-۰-۰

(۶) امۃ اللہ بیگم صاحبہ زوجہ مولوی خورشید احمد صاحب شاد پروفیسر جامعۃ المبشرین ربوہ 〃 ۵-۰-۰

(۷) امۃ القیوم بیگم صاحبہ دختر میاں غلام محمد صاحب اختر (صدقہ برائے مستحق درویشاں) ۵-۰-۰

(۸) شیخ محمد نعیب صاحب خانقاہ ڈوگراں (فدیہ رمضان برائے درویشاں) ۱۵-۰-۰

(۹) سلطانہ عزیزہ صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد عبد العزیز صاحب ربوہ 〃 ۵-۰-۰

(۱۰) امۃ اللہ خورشید صاحبہ اہلیہ مولوی خورشید احمد صاحب شاد مدیرہ ماہنامہ مصباح ربوہ (امداد درویشاں) ۱۰-۰-۰

(۱۱) سید محمد میاں صاحب ڈسٹرکٹ کیپر۔ نوابشاہ سندھ 〃 ۱۰-۰-۰

(۱۲) میاں عبد الرحیم صاحب بیاچ ملتان (فدیہ رمضان برائے درویشاں) ۳-۰-۰

(۱۳) اہلیہ صاحبہ عبد الرحیم صاحب بیاچ ملتان 〃 ۱۰-۰-۰

(۱۴) میاں عبد الرؤف صاحب آرڈیننس ڈپو نوشہرہ (امداد درویشاں) ۱۰-۰-۰

(۱۵) صدیقہ ناصرہ صاحبہ اہلیہ شیخ عبد اللطیف صاحب سیکرٹری راولپنڈی (صدقہ برائے مستحق درویشاں) ۱۵-۰-۰

(۱۶) بیگم صاحبہ سید ارتضیٰ علی صاحب کراچی (امداد درویشاں) ۱۰-۰-۰

(۱۷) قریشی مطیع اللہ صاحب قریشی برادرز سیالکوٹ 〃 ۵-۰-۰

(۱۸) سیدہ نعیمہ بیگم صاحبہ سیالکوٹ 〃 ۱-۰-۰

(۱۹) ظفر احمد صاحب معرفت میاں اینڈ کمپنی ڈھاکہ 〃 ۵۰-۰-۰

(۲۰) ڈاکٹر محمد خان صاحب بندیشہ جودھپور ملتان (صدقہ برائے مستحق درویشاں) ۱۰-۰-۰

(۲۱) حکیم محمد زاہد صاحب احمدی شورکوٹ (فدیہ رمضان برائے درویشاں) ۱۵-۰-۰

(۲۲) حمیدہ بیگم صاحبہ زوجہ مولوی غلام احمد صاحب ارشد بذریعہ لوکل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ ربوہ (فدیہ رمضان برائے درویشاں) ۱۰-۰-۰

(۲۳) لجنہ اماء اللہ حلقہ دار الصدر شرقی ربوہ (امداد درویشاں) ۵-۰-۰

(۲۴) بیگم صاحبہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم (والدہ سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ) ربوہ (فدیہ رمضان برائے درویشاں) ۲۵-۰-۰

(۲۵) امۃ اللطیف بیگم صاحبہ۔ بیگم سکواڈرن لیڈر سید محمد احمد صاحب پشاور حال ربوہ (فدیہ رمضان برائے درویشاں) ۲۵-۰-۰

(۲۶) ناصرہ بیگم صاحبہ معرفت پیر بشیر عالم صاحب گوئیکی ضلع گجرات (فدیہ رمضان) ۱۰-۰-۰

(۲۷) حکیم انور حسین صاحب خانیوال ملتان (خود) (فدیہ رمضان برائے درویشاں) ۷-۰-۰

(۲۸) 〃 〃 〃 از طرف والدہ صاحبہ خود (〃) ۷-۰-۰

(۲۹) 〃 〃 〃 از طرف اہلیہ صاحبہ (〃) ۱۵-۰-۰

(۳۰) عبد العزیز صاحب امیر جماعت احمدیہ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ (صدقہ برائے مستحق درویشاں) ۲۰-۰-۰

(۳۱) عطاء الٰہی صاحب احمدی خالد ایجنسی لاہور (صدقہ برائے مستحق درویشاں) ۲-۰-۰

(۳۲) ملک مبارک احمد خان صاحب مزنگ لاہور (فدیہ رمضان) ۱۰-۰-۰

(۳۳) ام قدیر صاحبہ دار البرکات دھوبی گھاٹ لائلپور (اہلیہ شیخ عبد العزیز صاحب) (فدیہ رمضان) ۳۰-۰-۰

(۳۴) 〃 〃 〃 (صدقہ بکرا قادیان) ۲۵-۰-۰

(۳۵) خواجہ عبد الرحمٰن صاحب منیر مرحوم بذریعہ خواجہ محمد عبد اللہ صاحب ربوہ (امداد درویشاں) ۲-۰-۰

(۳۶) والدہ صاحبہ خواجہ محمد عبد اللہ صاحب خواجہ ریسٹورنٹ ربوہ (امداد درویشاں) ۱-۸-۰

(۳۷) محمودہ صاحبہ (مرحومہ) 〃 ۱-۰-۰

(۳۸) بچوں کی طرف سے 〃 ۱-۸-۰

(۳۹) خواجہ محمد عبد اللہ صاحب ربوہ خود 〃 ۱-۰-۰

(۴۰) رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ خواجہ محمد عبد اللہ صاحب 〃 ۱-۰-۰

(۴۱) شیخ دوست محمد صاحب کوٹ مومن سرگودھا۔ بدست بھائی محمود احمد صاحب 〃 ۵-۰-۰

(۴۲) قریشی محمود الحسن صاحب سرگودھا (امداد درویشاں) ۱۰-۰-۰

(۴۳) شیخ منظور احمد صاحب کوٹ مومن سرگودھا (افطاری برائے درویشاں) ۲-۰-۰

(۴۴) ڈاکٹر بھائی محمود احمد صاحب 〃 〃 ۵-۰-۰

(۴۵) چوہدری کرامت اللہ صاحب بواسطہ بھائی محمود احمد صاحب سرگودھا (صدقہ برائے مستحق درویشاں) ۱-۰-۰

(۴۶) نسیمہ صاحبہ بنت محمود احمد صاحب حجوعہ سرگودھا 〃 ۵-۰-۰

(۴۷) بشیر احمد صاحب پسر محمد دین صاحب انور 〃 (امداد درویشاں) ۵-۰-۰

(۴۸) چوہدری عطا محمد صاحب ریٹائرڈ تحصیلدار ربوہ (فدیہ رمضان برائے درویشاں) ۱۵-۰-۰

(۴۹) اہلیہ چوہدری فضل احمد صاحب منیجر کریم نگر فارم سندھ 〃 ۱۰-۰-۰

(۵۰) 〃 〃 (مساکین ربوہ) ۱۰-۰-۰

(۵۱) راجہ علی محمد صاحب ۱/۲ کچہری روڈ گجرات (فدیہ رمضان برائے درویشاں) ۲۰-۰-۰

(۵۲) ڈاکٹر عبد الحق صاحب آف کامٹی کراچی 〃 ۳۰-۰-۰

(۵۳) اہلیہ صاحبہ محمود احمد صاحب ناصر انسپکٹر آف ورکس ریلوے پشاور (افطاری برائے درویشاں) ۵-۰-۰

(۵۴) حمیدہ عارفہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کوئٹہ (فدیہ رمضان) ۲۵-۰-۰

(۵۵) علی محمد صاحب معرفت محمود احمد صاحب آڑھتی غلہ منڈی علی پور ضلع مظفر گڑھ (صدقہ برائے مستحق درویشاں) ۱۲-۰-۰

(۵۶) شیخ عبد الرشید صاحب شرما معرفت منشی عبد الرحیم صاحب شرما ربوہ از طرف خود و اہلیہ (فدیہ رمضان برائے درویشاں) ۴۰-۰-۰

(۵۷) شیخ رحمت اللہ صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کراچی (فدیہ رمضان خود) ۳۰-۰-۰

(۵۸) 〃 〃 〃 از طرف اہلیہ خود (فدیہ رمضان) ۳۰-۰-۰

(۵۹) بابو محمد بشیر احمد صاحب پٹرول ڈیلر گھمیانہ (فدیہ رمضان از طرف اہلیہ خود) ۳۰-۰-۰

(۶۰) 〃 〃 〃 (امداد درویشاں) ۲۰-۰-۰

(۶۱) ڈاکٹر ملک غلام احمد خان صاحب بصیر پور منٹگمری (فدیہ رمضان برائے درویشاں) ۲۰-۰-۰

(۶۲) چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب چک ۲۹ ر ت ضلع لائلپور از طرف والد صاحب و والدہ صاحبہ (صدقہ عام) ۲-۰-۰

(۶۳) چوہدری فیض احمد صاحب انسپکٹر بیت المال لائلپور (امداد درویشاں) ۵-۰-۰

(۶۴) 〃 〃 〃 (صدقہ عام) ۵-۰-۰

(۶۵) عبد الحمید خان صاحب کارکن دفتر عامہ ربوہ (امداد درویشاں) ۲-۰-۰

(۶۶) بیگم سیٹھ عبد اللہ الٰہ دین صاحب معرفت زیب حسن صاحب کمشنر ملک چٹاگانگ (امداد درویشاں) ۲۵-۰-۰

(۶۷) 〃 〃 〃 〃 (اعانت بدر قادیان) ۲۵-۰-۰

(جو خزانہ ملیرہ میں جمع کرائی گئی)

درخواست دعا

میرے بھتیجے مرزا عبد السمیع صاحب کا بیٹا مرزا مسعود احمد بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل کے ماتحت اسے صحت کاملہ کے ساتھ درازیٔ عمر عطا فرمائے آمین۔

مرزا محمد حسین حبشی مسیح ربوہ

ہکلاہٹ کا علاج

ہکلاہٹ ایک عام جسمانی کمزوری ہے، لیکن بچوں اور طلبہ کو اپنی نشوونما یا تعلیمی زندگی میں اس کی وجہ سے جو نفسیاتی الجھن محسوس ہوتی ہے۔ وہ بالعموم ان کی صحت مند ترقی میں حائل ہو جاتی ہے۔ ہکلانے والے بچے بھی دوسروں کی طرح ذہین اور محنتی ہوتے ہیں۔ لیکن زبان کی اس کمزوری کی وجہ سے وہ جماعت میں اپنی مشکلات کے بارے میں استفسار کرنے سے ہچکچاتے ہیں اور یہ کمزوری یا بے بسی ان کے لئے ذہنی عذاب ثابت ہوتی ہے۔ اگر کبھی انہیں جماعت میں جواب بھی دینا پڑے، تو نفس مضمون پر پورے عبور کے باوجود چونکہ زبان سے فوری ادائیگی نہیں ہوتی یا ہکلانے کے وقت چہرے اور لبوں کی جو کیفیت ہوتی ہے۔ وہ ساتھیوں میں ہنسی و تمسخر کی لہر پیدا کر دیتی ہے۔ اس طرح جواب دینے کی رہی سہی ہمت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ یہ کمزوری صرف جماعت میں ہی مشکلات کا باعث نہیں بنتی۔ بلکہ عام سماجی زندگی میں بھی یہ رکاوٹ ان کے لئے تعلقات و روابط کا دائرہ وسیع کرنے میں مانع ہو جاتی ہے۔

امریکہ کے ایک شہر سالٹ لیک سٹی میں یوٹاہ کی یونیورسٹی کے زیر اہتمام نفسیاتی تربیت کا ایک مرکز قائم کیا گیا ہے۔ جس میں ہکلانے والے بچوں کو آٹھ ہفتے کے کورس میں اس نفسیاتی الجھن پر قابو پانے کی تربیت دی جاتی ہے۔ کورس کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنی اس کمزوری کو حقیقت پسندی سے قبول کر لیں۔ اور اس احساس کے ساتھ دوسرے مسائل سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کریں۔

ہکلاہٹ بولنے میں لبوں، زبان، جبڑے، حنجرہ کے عمل میں بعض نقائص کا نتیجہ ہوتی ہے جن لوگوں نے اس کا تحقیقی مطالعہ کیا ہے۔ وہ اس کی وجہ وراثت اور نفسیاتی محرکات بتاتے ہیں ——— اس تربیتی مرکز میں دو عملی مقاصد پیش نظر رکھے گئے ہیں۔ (۱) ہکلاہٹ کا خوف دور کرنا اور (۲) کمزوری کی شدت کم کرنا۔ اس سال ماہرین نے چوبیس بچوں کی تربیت کی۔ ان کا بیان ہے۔ کہ اگر ان بچوں کی حوصلہ افزائی کی جائے، تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہکلانے والے بچے اکثر بڑے ذہین ہوتے ہیں۔ اور اس مسئلہ کو سمجھنے کے بعد مسائل و معاملات پر بحث و تحمیص بھی کر سکتے ہیں۔ ان کے پاس سرمایہ الفاظ بھی دوسرے بچوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ ایک لفظ ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ تو وہ کوئی دوسرا آسانی سے ادا ہونے والا ہم معنی لفظ بول سکتے ہیں۔ تربیتی مرکز میں انہیں آئینوں کے سامنے بولنے اور اپنے نقائص کو خود سمجھنے پر خاص طور پر زور دیا گیا۔ پھر اس کمزوری کو دور کرنے کے لئے اب تک جو ذرائع دریافت کئے گئے ہیں۔ ان سے بھی استفادہ کیا گیا

اس کے بعد انہیں ایسے معاملات سے دوچار کیا گیا۔ جہاں وہ اپنی اس کمزوری کے زیادہ سے زیادہ اعلان و اظہار پر مجبور تھے۔ تاکہ وہ عملاً اس سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیت حاصل کر سکیں۔ وہ بازاروں میں گھومتے پھرتے تھے۔ اجنبیوں سے راستہ کے بارے میں دریافت کرتے تھے۔ ان کے ساتھ مرکز کے جو اساتذہ ہوتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ہکلانے والوں کو اس تجربہ سے حیرت و تعجب کا سامنا کرنا پڑا۔ کہ لوگ نہ صرف ان کے ساتھ گفتگو کرتے تھے۔ بلکہ انسانی ہمدردی کے برتاؤ کا مظاہرہ بھی کرتے تھے۔

اس تربیتی مرکز میں سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا گیا۔ کہ وہ اس کمزوری میں ڈوب جانے کے بجائے حقیقت پسندی کو شعار بنائیں۔

(باقی صث پر)

اسلامی اخوت

(از مکرم محمد صدیق صاحب شاهد راولپنڈی)

ہمارے آقا خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کو سرتاج الانبیاء کا مقام حاصل ہے۔ آپ کے لائے ہوئے مذہب "اسلام" کو مذاہب عالم پر فوقیت حاصل ہے۔ اس کا زندہ ثبوت صحابہؓ کی باہمی اخوت اور قربانیوں میں موجود ہے۔ انہوں نے دنیا کے سامنے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ اسلام اپنے ماننے والوں میں زندگی کی ایک نئی روح پیدا کر کے خدا تعالےٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہر چیز قربان کرنے کا سبق ہی نہیں دیتا بلکہ اس پر عمل کرنے کا جذبہ اور قدرت تفویض کر دیتا ہے۔ نوجوان طبقہ عام طور پر معاشرے کی سنجیدہ ذمہ واریوں سے کنارہ کش رہ کر لہو و لعب میں مصروف رہنا اپنا حق سمجھتا ہے۔ لیکن یہ ایک اسلامی تعلیم کا معجزہ تھا کہ نوجوان صحابہ کرام اپنے بھائیوں کے لئے مجسّم ایثار و قربانی اور دشمنوں کے لئے ایک آفت بن گئے تھے۔ تاریخ اسلام کے اوراق ان کی سنہری مثالوں سے بھرے پڑے ہیں۔ بطور نمونہ ایک واقعہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

ایک غزوہ میں حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل۔ حضرت حارثؓ بن ہشام اور حضرت سہیل بن عمرؓ زخمی ہوئے۔ تینوں جانکنی کی حالت میں تھے اور شدید پیاس محسوس کر رہے تھے۔

جاں بلب زخموں سے چور افراد کے لئے پانی کے چند قطرات کتنے قیمتی ہوتے ہیں یہ اظہر من الشمس ہے۔ عام حالات میں دوسرے کے لئے ایثار کرنا اور اپنے جذبات کو دوسرے کے لئے مارنا بڑا کٹھن کام ہے لیکن جس وقت رشتہ حیات منقطع ہو رہا ہو اور شدت گرسنگی اور زخموں کے کرب کے باعث ایک نوجوان یہ سمجھتا ہو کہ پانی کا ایک قطرہ اس کیلئے آب حیات کا حکم رکھتا ہے اس وقت اپنی حاجت کو فراموش کر دینا اور اپنے بھائی کی ضرورت کا احساس کر کے اسے مقدم سمجھنا کس قدر مشکل کام ہے اس کا اندازہ ہر شخص بآسانی نہیں کر سکتا۔

لاکھ لاکھ درود اور سلام ہوں اس مقدس وجودؐ پر جس نے عرب کے وحشیوں میں جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے ایسا انقلاب عظیم پیدا کر دیا تھا کہ وہ اپنے بھائی کی ضرورت کو دیکھ کر اپنی حالت کو بالکل بھول جاتے تھے۔ چنانچہ جب کوئی مجاہد تھوڑا سا پانی حضرت عکرمہؓ کے پاس لے گیا۔ تو آپ نے دیکھا کہ حضرت سہیلؓ حسرت بھری نگاہوں سے اس پانی کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ اور آپ کی اسلامی اخوت اور جذبہ ایثار کے لئے یہ بات ناقابل برداشت ہو گئی کہ آپ تو پانی پی لیں۔ اور آپ کا بھائی پاس ہی پیاسا پڑا رہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ پہلے انہیں پلاؤ۔

یہ شخص پانی لے کر حضرت سہیلؓ کے پاس پہنچا۔ مگر وہ بھی اسی چشمہ روحانی سے فیضیاب تھے جس کا ہر ایک قطرہ نفسانیت کے لئے موت کا حکم رکھتا تھا۔ چنانچہ حضرت سہیلؓ کی نظر حضرت حارثؓ پر پڑی اور آپ نے دیکھا کہ وہ بھی پانی کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے تک رہے ہیں۔ اس خیال کا آنا تھا کہ آپ کے لئے اس پانی کو اپنے حلق سے اتارنا ناممکن ہو گیا۔ یہ کیونکر ممکن تھا کہ آپ اپنی جان کو اپنے بھائی کی جان سے قیمتی سمجھتے اور اسے پیاس کی حالت میں چھوڑ کر خود پانی پی لیتے۔ چنانچہ پانی لانے والے کو کہا کہ پہلے حضرت حارثؓ کو پلاؤ۔

پانی پلانے والا شخص جب ان کے پاس پہنچا تو وہ بھی اس پر تیار نہ ہوئے نتیجہ یہ ہوا کہ ان تینوں میں سے کوئی بھی پانی نہ پی سکا اور سب نے تشنہ کامی میں جان عزیز جان آفرین کے سپرد کر دی۔

یہ ہے اسلامی اخوت۔ غور فرمائیں کہ ان تینوں کے درمیان اسلامی اخوت کا رشتہ کتنا مضبوط تھا۔ جس نے ایک دوسرے کو پیاس کی حالت میں دیکھ کر حلق سے پانی کے چند قطرات کا گذرنا ناممکن کر دیا۔ اور پھر سوچئے کہ یہ کیفیت کسی دوسری تدبیر سے پیدا کی جا سکتی ہے؟

مذہب کی افادیت اور امن کے قیام کے لئے اس کی ضرورت پر بھی یہ واقعہ روشنی ڈالتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں اگر امن قائم ہو سکتا ہے اس کا واحد ذریعہ مذہب اور وہ بھی مذہب اسلام ہی ہے جس سے باہمی محبت و اخوت اور اطمینان قلب حاصل ہو سکتا ہے — اور ہم بھی پاکستان کو ترقی اسی دینی اخوت کو اپنا کر دے سکتے ہیں۔

(ماخوذ نشیمن راولپنڈی)

ری پبلیکن پارٹی کے اجلاس میں ایک سو ساٹھ ۱۶۰ ارکان اسمبلی شامل ہوئے

ہمارے حامیوں کی مجموعی تعداد ایک سو اکہتر ہے (وزارتی حلقوں کا دعویٰ)

لاہور ۱۹ مئی۔ کل رات ری پبلیکن اسمبلی پارٹی کے اجلاس میں کل ۳۰۴ ارکان میں سے ۱۶۰ نے شرکت کی۔

خان افتخار حسین خان آف ممدوٹ۔ قاضی فضل اللہ۔ مہر محمد صادق اور دوسرے وزراء کے بیان کے مطابق متذکرہ ۱۶۰ ارکان کے علاوہ مختلف علاقوں کے مزید گیارہ ارکان ڈاکٹر خانصاحب کی حمایت کا یقین دلا چکے ہیں۔ یہ اصحاب بعض وجوہ کی بناء پر امروزہ اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ اس طرح وزارت کے موجودہ حامیوں کی تعداد ۱۷۱ ہے۔ خیال ہے کہ اس تعداد میں دو ایک دن میں اور بھی اضافہ ہوگا۔

پارٹی کے عہدیدار

پارٹی کا اجلاس رات کو ڈاکٹر خان صاحب کے مکان پر کھانے کے بعد منعقد ہوا۔ جس میں ۱۶۰ ارکان نے متفقہ طور پر ڈاکٹر خانصاحب کو پارٹی کا قائد منتخب کیا۔ وزیر تعلیم سردار عبدالحمید دستی نے اس انتخاب کی تجویز پیش کی تھی اور وزیر ترقیات قاضی فضل اللہ نے تائید کی تھی۔

ڈاکٹر خانصاحب کے علاوہ میر علی بخش تالپور کو پارٹی سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ آپ ۳ اپریل کو لیگ اسمبلی پارٹی کے سیکرٹری منتخب ہوئے تھے۔ لیکن چند دن قبل وہ لیگ سے مستعفی ہو کر ری پبلیکن پارٹی میں شامل ہو گئے تھے۔

دوسرے عہدیداروں کے انتخاب کے سلسلہ میں ڈاکٹر خان صاحب کو نامزدگیاں کرنے کا اختیار دیا۔ اس کے علاوہ انہیں یہ بھی اختیار دیا گیا کہ وہ سپیکر کے انتخاب کے لئے مناسب امیدوار نامزد کریں۔ ڈاکٹر صاحب کو ایک سب کمیٹی نامزد کرنے کا بھی اختیار دیا گیا جو پارٹی کے قواعد مرتب کرے گی۔

پارٹی پوزیشن

لاہور ۱۹ مئی۔ کل شام ری پبلیکن اسمبلی پارٹی کے اجلاس میں جن ایک سو ساٹھ ارکان اسمبلی نے شرکت کی ان کی علاقہ وار تفصیل یہ ہے

علاقہ	تعداد
۱۔ سابق صوبہ سرحد معہ قبائلی علاقہ	۵۳
۲۔ سابق پنجاب	۴۲
۳۔ سابق صوبہ سندھ	۳۳
۴۔ سابق بلوچستان	۱۲
۵۔ سابق بہاولپور	۱۴
۶۔ خیرپور	۴
۷۔ کراچی	۲
میزان	۱۶۰

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے (مینجر)

پاکستان کو ۲۳ ہزار ڈالر کی امداد ملیگی

کراچی ۱۹ مئی۔ شہری ہوا بازی کے بین الاقوامی ادارے نے پاکستان کو ۲۳ ہزار ڈالر کی فنی امداد دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس ضمن میں جو پروگرام مرتب کیا گیا ہے اس میں شہری ہوا بازی کی تربیت اور فنی تعلیم شامل ہے۔

چو این لائی کو پاکستان آنے کی دعوت

کراچی ۱۹ مئی معلوم ہوا ہے کہ وزیر اعظم محمد علی دورہ چین کے دوران وزیر اعظم چین مسٹر چو این لائی کو پاکستان آنے کی دعوت دیں گے یاد رہے کہ چین کے نائب صدر مادام سونگ اور نائب وزیر اعظم مارشل ہو لنگ اس سال پاکستان کا دورہ کر چکے ہیں۔

خاکسار کی لڑکی امۃ اللطیف بیمار ہے اور لیڈی اچی سن ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہے۔ بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے صحت کاملہ کے ساتھ درازی عمر عطا فرمائے آمین
— احمد حسین کاتب الفضل

درخواست دعاء

مخدوم نذیر احمد صاحب ایم۔ ایس۔ سی لمبے عرصہ سے بعارضہ ٹی بی بیمار ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفایابی عطا فرمائے آمین
(مینجر روزنامہ الفضل ربوہ)

ربوہ میں رہائشی مکان کرایہ پر

ایک مکان عنقریب خالی ہونے والا ہے کیونکہ مالک مکان گرمیوں کے ایام جون تا ستمبر پہاڑ پر گذارنا چاہتے ہیں۔ مکان دو کشادہ رہائشی کمروں۔ ایک کچن اور ایک سٹور پر مشتمل ہے۔ میٹھے پانی کا ہینڈ پمپ اور دو عدد بیت الخلاء اور مزید سہولتیں میسر ہیں۔ کرایہ مکان ۲۵ روپے ماہوار ہوگا۔ مگر جو صاحب یکمشت چار ماہ کا کرایہ پیشگی ادا کریں گے ان کو کچھ رعائت ہو سکے گی۔ پہلے آفر کو ترجیح ہوگی مزید گفتگو حسب ذیل سے کریں۔

م۔ ن۔ الف معرفت عبدالرحمن شاکر ربوہ

خان عبدالقیوم خان پھر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے

لاہور ۱۸ مئی۔ سابق وزیر صنعت اور سابق صوبہ سرحد کے ایک وزیر اعلیٰ خان عبدالقیوم خان پھر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ انہوں نے ایک بیان میں یہ توقع ظاہر کی ہے کہ ارکان اسمبلی مسلم لیگ کے حق میں ووٹ دیں گے۔

خان عبدالقیوم نے کہا ہے کہ وہ اب اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں۔ انہوں نے کہا کہ ری پبلیکن پارٹی کی کامیابی اور اس کے برسراقتدار رہنے سے ان تمام لوگوں کی حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔ جو پاکستان کی سالمیت اور استحکام کو کمزور کر دیں گے۔

دہلی میں جوئے کی ممانعت

نئی دہلی ۱۸ مئی۔ صوبہ دہلی کی حکومت نے دارالحکومت میں ہر قسم کے جوئے اور کاروباری کلبوں پر پابندی عائد کر دی ہے۔ اس کی خلاف ورزی کرنے والے پر عدالت میں مقدمہ چلایا جائے گا۔ یہ پابندی لاٹری ٹکٹوں پر بھی عائد ہوگی

لاہور ۱۸ مئی۔ لاہور بارڈر پولیس نے ناجائز درآمد برآمد کی روک تھام کے سلسلے میں ۵ مئی ۱۹۵۶ء کو ختم ہونے والے ہفتہ کے دوران ہندوستان اور پاکستان کی سرحد پر ۲۴ ہزار چھ سو روپیہ کی مالیت کا ۱۳ ہزار آٹھ سو تولہ تلہ پکڑا ہے۔

بقیہ صفحہ ۵
حضرت منشی محمد اکرم صاحب داتوی

نقدی دینی چاہی۔ مگر جب پتہ لگا کہ ان میاں داتا کا ایک احمدی بھی ہے۔ تو دوسرے ممبروں کو بھی نقدی نہ دی کہ احمدی نے کسی کی رعایت نہیں کرنی اور اس نے نقدی لینی ہے۔ اور فیصلہ بھی اس کی تحریر پر ہوگا۔ اسلئے دوسروں کو رشوت دینے کا کوئی فائدہ نہیں۔ غرض اس گاؤں کے بارہ صحابی حضرت مسیح موعودؑ تھے جو بڑے پاکیزہ اور قابل عزت تھے۔ جن کے نیک اثر سے حضرت میر ناصر نواب رضی اللہ عنہ نے متاثر ہو کر ان کا ذکر اپنے سفر نامہ میں کیا ہے۔ اب وہ صحابہ رضی اللہ عنہم خدا کے پیارے ہو چکے ہیں۔ مگر ان کا اثر نمایاں ہے۔ اسلئے وہ زندہ ہیں گو ان کی چلتی پھرتی شکلیں اوجھل ہو چکی ہیں۔ ان کی خوبیوں کا سرمایہ میری شناسائی سے کہیں بڑھ کر ہے رحمہم اللہ وارضاھم۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی اولاد کو توفیق دے کہ وہ اپنے بزرگ آباؤ اجداد کی روحوں کا بہترین عکس پیش کریں۔ اور احمدیت کی تعلیم کا نمونہ بنیں۔

خاکسار محمد جی ہزاروی

تجارتی نرخ

لاہور مارکیٹ

غلہ: ماش -/۲۲/- مونگ ثابت -/۲۲/- مسور ثابت -/۱۸/- تا -/۱۹/- چنے -/۱۵/- کابلی چنے -/۲۴/- گندم -/۱۱/۱۱ آٹا -/۱۲/- گڑ -/۱۲/- تا -/۱۳/- شکر -/۱۸/- تا -/۱۹/- چینی دیسی ۱/۸/- سیر

تیل: تیل توریہ ۱/۸/- تیل ناریل -/۳/- تیل تل -/۲/۱ دیسی گھی -/۴/۱ بناسپتی -/۲/۱ سیر

کریانہ: سرخ مرچ -/۱ تا -/۲/۱ سیر نمک -/۲/۰ سیر ہلدی ۲/۱۲ سیر

خشک میوہ: بادام ۳/۱۲ سوگی ۱/۸ تا ۲/- کھوپہ ۲/۸ پستہ ۹/۸ سیر

(بقیہ صفحہ ۷)
ہکلاہٹ کا علاج

مرکز میں ان کے دوسرے نام بھی رکھے گئے جو عام زندگی یا سکول میں ان کو چڑانے کے لئے رکھے جا سکتے تھے تاکہ ان میں اسے برداشت کرنے کی استعداد پیدا ہو سکے مرکز کے سربراہ نے بتایا ہے کہ یہ بات بظاہر ناگوار معلوم ہوگی۔ لیکن تجربہ و مشاہدہ کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں۔ کہ ہکلاہٹ کے اثرات صرف ہمدردی اور نرمی سے دور نہیں ہو سکتے۔ اگر کوئی بچہ ایک مرتبہ دوسرے سے آزادی کے ساتھ بات کرنے میں کامیاب نہیں ہوتا تو ہم کئی بار اسے مجبور کرتے ہیں۔

اس مرکز میں ہکلاہٹ دور کرنے کا کوئی حتمی طریقہ یا علاج دریافت نہیں کیا گیا بلکہ اس مسئلہ کو سمجھانے اور اس پر قابو پانے کی تربیت دی گئی ہے تاکہ وہ تمام زندگی میں محض اس کمزوری کی وجہ سے محروم و پسماندہ نہ رہ جائیں۔

ماخوذ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵